۱۲۹۸ھ

احباب کا اعتقاد جمیل (اللہ تعالیٰ)، مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کی آل اور اصحاب کے بارے میں

تصنیف لطیف:۔
اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح۔

ده یار بہشتی اند قطعی ؎ بوبکر و عمر، عثمان و علی
سعد ست سعید و بوعبیدہ طلحہ ست و زبیر و عبدالرحمٰن

اور ان میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین اور ان چار ارکان قصر ملت (ملت اسلامیہ کے عالی شان محل کے چار ستونوں) و چار انہار باغ شریعت (اور گلستان شریعت کی ان چار نہروں) کے خصائص و فضائل کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ ان میں سے جس کسی کی فضیلت پر تنہا نظر کیجئے یہی معلوم (و متبادر و مفہوم) ہوتا ہے کہ جو کچھ ہیں یہی ہیں ان سے بڑھ کر کون ہوگا ؎

بہر گلے کہ ازیں چار باغ می نگرم بہار دامن دل می کشد کہ جا اینجاست
(ان چار باغوں میں سے جس پھول کو میں دیکھتا ہوں تو بہار میرے دل کے دامن کو کھینچتی ہے کہ اصل جگہ تو یہی ہے)

علی الخصوص شمع شبستان ولایت، بہار چمنستان معرفت، امام الواصلین، سید العارفین (واصلانِ حق کے امام، اہل معرفت کے پیش رو) خاتم خلافت نبوت، فاتح سلاسل طریقت، مولی المسلمین، امیر المؤمنین، ابوالائمۃ الطاہرین (پاک طینت، پاکیزہ خصلت، اماموں کے جد امجد طاہر مطہر، قاسم کوثر، اسد اللہ الغالب، مظہر العجائب والغرائب، مطلوب کل طالب، سیدنا و مولانا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم وحشرنا فی زمرتہ فی یوم عقیم کہ اس جناب گردوں قباب (جن کے قبہ کی کلس آسمان برابر ہے) ان کے مناقب جلیلہ (اوصاف حمیدہ) و محامد جمیلہ (خصائل حسنہ) جس کثرت و شہرت کے ساتھ (کثیر و مشہور، زبان زد عام و خواص) ہیں دوسرے کے نہیں۔

(پھر) حضرات شیخین، صاحبین صہرین (کہ ان کی صاحبزادیاں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے شرف زوجیت سے مشرف ہوئیں اور امہات المومنین، مسلمانوں ایمان والوں کی مائیں کہلائیں) وزیرین (جیسا کہ حدیث شریف میں وارد کہ میرے دو وزیر آسمان میں جبرائیل و میکائیل اور دو وزیر زمین پر ہیں ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما) امیرین (کہ ہر دو امیر المومنین ہیں) مشیرین (دونوں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مجلس شورٰی کے رکن اعظم) ضجیعین (ہم خوابہ اور دونوں اپنے آقا و مولٰی کے پہلو بہ پہلو آج بھی مصروف استراحت) رفیقین (ایک دوسرے کے یار و غمگسار) سیدنا و مولنا عبداللہ العتیق

---

[1] کنز العمال حدیث ۳۲۶۶۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/۵۶۳

(”میرا یہ بیٹا سیّد ہے، سیادت کا علمبردار) میں امید کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل اس کے باعث دو بڑے گروہِ اسلام میں صُلح کرادے۔“

آیۂ کریمہ کا ارشاد ہے:

ونزعنا مافی صدورھم من غل۔[1]

اور ہم نے ان کے سینوں میں سے کینے کھینچ لئے۔

”جو دنیا میں ان کے درمیان تھے اور طبیعتوں میں جو کدورت وکشیدگی تھی اسے رفق والفت سے بدل دیا اور اُن میں آپس میں نہ باقی رہی مگر مودت ومحبت۔“

اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ آپ نے فرمایا کہ ”ان شاء اللہ تعالیٰ میں اور عثمان اور طلحہ وزبیر ان میں سے ہیں جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ نزعنا الاٰیۃ۔“

حضرت مولیٰ علی کے اس ارشاد کے بعد بھی ان پر الزام دینا عقل وخرد سے جنگ ہے، مولیٰ علی سے جنگ ہے، اور خدا اور رسول سے جنگ ہے۔ والعیاذ باللہ۔

جب کہ تاریخ کے اوراق شاہد عادل ہیں کہ حضرت زبیر کو جونہی اپنی غلطی کا احساس ہوا انھوں نے فوراً جنگ سے کنارہ کشی کرلی۔

اور حضرت طلحہ کے متعلق بھی روایات میں آتا ہے کہ انھوں نے اپنے ایک مددگار کے ذریعے حضرت مولیٰ علی سے بیعت اطاعت کرلی تھی۔

اور تاریخ سے ان واقعات کو کون چھپا سکتا ہے کہ جنگِ جمل ختم ہونے کے بعد حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ نے حضرت عائشہ کے برادر معظم محمد بن ابی بکر کو حکم دیا کہ وہ جائیں اور دیکھیں کہ حضرت عائشہ کو خدانخواستہ کوئی زخم وغیرہ تو نہیں پہنچا۔ بلکہ بعجلت تمام خود بھی تشریف لے گئے اور پوچھا: ”آپ کا مزاج کیسا ہے؟“

انھوں نے جواب دیا: ”الحمد للہ اچھی ہوں۔“

مولیٰ علی نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ آپ کی بخشش فرمائے۔“

حضرت صدیقہ نے جواب دیا: ”اور تمھاری بھی۔“

پھر مقتولین کی تجہیز وتکفین سے فارغ ہوکر حضرت مولیٰ نے حضرت صدیقہ کی واپسی کا انتظام کیا اور پورے اعزاز واکرام کے ساتھ محمد بن ابی بکر کی نگرانی میں چالیس معزز عورتوں کے جُھرمٹ میں ان کو

---

[1] القرآن الکریم ۷/۴۳

جانب حجاز رخصت کیا۔ خود حضرت علی نے دُور تک مشایعت کی، ہمراہ رہے۔ امام حسن میلوں تک ساتھ گئے۔ چلتے وقت حضرت صدیقہ نے مجمع میں اقرار فرمایا کہ: "مجھ کو علی سے نہ کسی قسم کی کدورت پہلے تھی اور نہ اب ہے، ہاں ساس، داماد (یا دیور، بھاوج) میں کبھی کبھی جو بات ہو جایا کرتی ہے اس سے مجھے انکار نہیں۔"

حضرت علی نے یہ سُن کر ارشاد فرمایا: "لوگو! حضرت عائشہ سچ کہہ رہی ہیں خدا کی قسم مجھ میں اور ان میں اس سے زیادہ اختلاف نہیں ہے، بہرحال خواہ کچھ ہو یہ دنیا و آخرت میں تمھارے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں (اور ام المؤمنین)۔"

اللہ اللہ! ان یارانِ پیکرِ صدق وصفا میں باہمی یہ رفق ومودّت اور عزت واکرام، اور ایک دوسرے کے ساتھ یہ معاملۂ تعظیم واحترام، اور ان عقل سے بیگانوں اور نادان دوستوں کی حمایتِ علی کا یہ عالم کہ ان پر لعن طعن کو اپنا مذہب اور اپنا شعار بنائیں اور اُن سے کدورت ودشمنی کو مولیٰ علی سے محبت وعقیدت ٹھہرائیں، ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مسلمانانِ اہلسنت اپنا ایمان تازہ کرلیں اور سُن رکھیں کہ اگر صحابہ کرام کے دلوں میں کھوٹ، نیتوں میں فتور اور معاملات میں فتنہ وفساد ہو تو رضی اللہ عنہم کے کوئی معنیٰ ہی نہیں ہو سکتے۔

صحابہ کرام کے عنداللہ مرضی وپسندیدہ ہونے کے معنی یہی تو ہیں کہ وہ مولائے کریم ان کے ظاہر وباطن سے راضی، ان کی نیتوں اور ما فی الضمیر سے خوش ہے اور ان کے اخلاق واعمال بارگاہِ عزت میں پسندیدہ ہیں۔ اسی لئے ارشاد فرمایا ہے کہ:

ولٰکن اللہ حبّب الیکم الایمان وزیّنہ فی قلوبکم[1] الاٰیۃ۔

"یعنی اللہ تعالیٰ نے تمھیں ایمان پیارا کردیا ہے اور اسے تمھارے دلوں میں آراستہ کردیا ہے اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمھیں ناگوار کردی ہے۔"

اب جو کوئی اس کے خلاف کہے اپنا ایمان خراب کرے اور اپنی عاقبت برباد۔ والعیاذ باللہ۔

عقیدۂ ثامنہ ـــــــ امامت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نیابتِ مطلقہ کو امامتِ کبریٰ اور اس منصبِ عظیم پر فائز

---

[1] القرآن الکریم ۴۹/۷

اہانت کرو گالیاں دو مگر قرینے سے

مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

کتاب مستطاب نافع شیخ وشاب

مسمّٰی بہ

حسام الابرار علیٰ رؤس الاشرار

المعروف

دشمنان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ذوالفقار برق بار

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالوہاب خان القادری الرضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابراھیم صاحب کی خیانت

ابراہیم صاحب لکھتے ہیں :

''اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعتقاد و الاحباب ص ۴۶ پر......الخ۔''

حالانکہ اعتقاد الاحباب صرف اٹھائیس (28) صفحہ کا رسالہ ہے، جس میں اول کے نو (9) صفحات تعارف پر مشتمل ہیں تو رسالہ کے صرف انیس (19) صفحات ہوئے یہ عبارت نقل کرتے ہیں، مفتی محمد خلیل خانصاحب علیہ الرحمہ کے رسالے ''دس عقیدے'' سے اور نام دیتے ہیں اعتقاد الاحباب کا۔

کیا یہ صریح دروغ بے فروغ نہیں، ضرور ہے، رسالہ مبارکہ اعتقاد و الاحباب میں تو یہ ہے :

''وہ علی الخصوص شمع شبستان ولایت، بہار چمنستان معرفت، امام الواصلین، سید العارفین، خاتم خلافت نبوت، فاتح سلاسل طریقت، مولی المسلمین، امیر المومنین، ابو الائمہ طاہرین، طاہر و مطہر، قاسم کوثر، اسد اللہ الغالب، مظہر العجائب والغرائب، مطلوب کل طالب، سیدنا و مولٰنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجھہ الکریم و حشرنا فی زمرتہ فی یوم عقیم کہ اس گردوں جناب کے مناقب جلیلہ و محاسن جمیلہ جس کثرت وشہرت کے ساتھ ہیں دوسرے کے نہیں۔''

(اعتقاد الاحباب: 19؛ ادارۂ اشاعت تصنیفات رضا بریلی شریف)

ملاحظہ فرمایئے! مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے مناقب بیان فرمائے اور کس شان سے فرمائے ہیں، مگر معاذ اللہ داماد و ختن، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت سے نہیں فرمائے، اس کے بعد فرماتے ہیں :

''حضرات شیخین صاحبین صهرین وزیرین امیرین مشیرین ضجیعین رفیقین سیدنا و مولٰنا عبداللہ العتیق ابوبکر صدیق و جناب حق مآب ابوحفص عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان والا سب کی شانوں سے جدا ہے اور ان پر سب سے زیادہ عنایت خدا اور رسول خدا جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے بعد انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین کے جو مرتبہ ان کا خدا کے نزدیک ہے دوسرے کا نہیں اور رب تبارک وتعالیٰ سے جو قرب و نزدیکی اور بارگاہ عرش اشتباہ رسالت میں جو عزت وسربلندی ان کا حصہ ہے اوروں کا نصیبہ نہیں۔'' (اعتقاد الاحباب: 19)

ابراہیم صاحب! یہ پوری عبارت ہضم کرلی اور صهرین بقصد معاذ اللہ خسر پیش کیا حالانکہ یہ سب مراتب عالیہ اعزازی ہیں کسی غیر کا اس میں حصہ ہی نہیں اگر مطلوب معاذ اللہ سسر ہی تھا تو اوروں کو کیوں چھوڑ دیا، سسر ہوتا ہے بیوی کا باپ۔ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی تعداد میں اختلاف ہے مگر گیارہ پر سب کو اتفاق ہے سب سے پہلے یہ عزت افزائی اور مرتبہ عالی سیدتنا خدیجة الکبریٰ رضی اللہ

تعالیٰ عنھا کو حاصل ہوا جو خویلد کی صاحبزادی تھیں تمام ازواج مطہرات کے والد کو ترک کرنا اور صرف دو ہی کو ذکر کرنا کون سا انصاف ہے، معلوم ہوا کہ یہ کلمات معظمات اعزازی ہیں ان کے سوا کسی غیر پر صادق آتے ہی نہیں اس سے سسر مراد لینا حماقت ہے۔

ابراہیم صاحب! اگر اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ لکھا تو تم کیا سمجھے؟ معلوم ہوتا ہے کہ تم کو اردو عبارت سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں، شیخین صاحبین، صہرین اعزازی کلمات ہیں اگر تم ان کلمات کو وہی نسبت دیتے ہو جیسا کہ سسر اور خسر کو تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے اگر شیخین اور صاحبین اور صہرین کا معنی وہی مان لئے جائیں تو اس کا مطلب ہوگا کہ شیخ تو بزرگ کو کہتے ہیں اگر اسی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب معاذ اللہ نسبت دی جائے تو تم نے حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور سے العیاذ باللہ تعالیٰ افضل و اعلیٰ برتر و بالا مان لیا اور یہ کفر صریح ہے، اسی طرح صاحبین و صہرین۔ اگر تم اسی رشتہ پر ایمان رکھتے ہو تو حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات کے جو بھی والد ہیں ان سب کو بھی اس رشتہ میں منسلک کیجئے اور اسی طرح ان کو بھی کہئے ابو طالب و ابولہب عمین سے ہیں اب ان کو عمین کا رشتہ دیکر ان کی تعظیم و توقیر کیجئے کہ اغلب تمہیں نہیں معلوم کہ سیدنا امیر حمزہ و حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی عمین کریمین ہیں کیا وہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برادر زادہ یا م لیکر پکارتے تھے ہرگز نہیں بلکہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتے خصوصاً جب آیت کریمہ :

لَا تَجۡعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَاءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضاً

نازل ہوئی تو اس کے بعد تو کسی نے نام لیکر بھی نہ پکارا حالانکہ اس سے پہلے نام لینا اور ابو القاسم کہنا ثابت وہ اجلہ صحابہ کرام تو آیت کریمہ کی تعمیل میں پابندی فرمائیں مگر تم اپنی شخصیت پر نازاں ہو کر اپنے نفس کی پابندی کرو داماد وسسر کہو۔

نیز حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو ابو تراب کا خطاب عطا فرمایا اب تم بھی اردو میں ترجمہ کر کے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو معاذ اللہ مٹی کا باپ کہا کرو۔ اللہ عزوجل نے سیدنا نوح علیہ السلام سے فرمایا :

إِنِّیۡ أَعِظُکَ أَن تَکُونَ مِنَ الۡجَاهِلِیۡنَ

تم بھی ایسا ہی کہا کرو اگر کوئی اعتراض لائے تو کہہ دینا کہ یہ تو قرآن میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے۔ دیکھو اللہ عزوجل نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا :

إِنِّیۡ خَالِقٌ بَشَراً مِّن صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَإٍ مَّسۡنُونٍ

جب فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور ابلیس نے نہ کیا تو اس نافرمانی پر اللہ عزوجل نے ابلیس پر نہ تو کوئی حکم لگایا نہ کوئی سزا دی، مگر جب اس سے سجدہ نہ کرنے کا سبب دریافت کیا تو اس نے وہی کلمات اللہ عزوجل کے نقل کر دیئے کہ مجھے کب لائق تھا کہ میں ایسے کو سجدہ کروں جس کو مِّن صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَإٍ مَّسۡنُونٍ سے بنایا تو قہر نازل ہوا فرمایا :

فَاخۡرُجۡ مِنۡهَا فَإِنَّکَ رَجِیۡمٌ

اب آپ بھی اپنے ایمان کی خیر منائیں اور اہانت اور گستاخی سے باز آجائیں۔

اہانت کرو گالیاں دو مگر قرینے سے

مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

کتاب مستطاب نافع شیخ وشاب

مسمیٰ بہ

حسام الابرار علیٰ رؤس الاشرار

المعروف

دشمنان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ذوالفقار برق بار

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبد الوہاب خان القادری الرضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دین وائمہ مجتہدین کی فرمانبرداری واطاعت حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی اطاعت ہے‘ چنانچہ اسی لئے فرمایا گیا :

علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین

’’تمہارے اوپر میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت بمعنی فرمانبرداری لازم ہے۔‘‘ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

گو یا خلفاء راشدین کی سنت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی سنت ہے۔ چنانچہ اس کی تعمیل اور فرمانبرداری مسلمانوں پر لازم ہے‘ البتہ اگر مسلمان کہلانے والے کلمہ گو جو کسی ضروری دینی مسئلہ کا انکار یا اللہ عزوجل کی تکذیب یا حضور اقدس سیدنا ومولیٰنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و گستاخی کرے یا کسی بات میں ادنیٰ گستاخی کا کوئی پہلو نکلتا ہو اور وہ اس کا قائل ہو یقیناً کافر و مرتد ہے‘ معلوم ہوا کہ عقائد دینیہ اور ضروریات دین کا منکر کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے‘ کہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم اہم ضروریات دین سے ہے‘ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے :

لِتُؤۡمِنُوا بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَتُعَزِّرُوۡہُ وَتُوَقِّرُوۡہُ

’’یہ رسول کا بھیجنا کس لئے ہے‘ خود فرماتا ہے اس لئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔‘‘

اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

’’معلوم ہوا کہ دین و ایمان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا نام ہے‘ جو ان کی تعظیم میں کلام کرے اصل رسالت کو باطل و بیکار کیا چاہتا ہے‘ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔‘‘ (از افادات رضویہ)

حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وجود مسعود سے تو کسی کافر و مشرک کو بھی انکار نہیں‘ کفار و مشرکین بھی ان کو محمد بن عبداللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہتے تھے‘ اور ان کی امانت و دیانت و صداقت و عدالت کے دل سے قائل تھے‘ مگر مسلمان نہ کہلاتے تھے‘ مسلمان تو وہی ہے جو دل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتے ہیں اور ان کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں۔ اور کوئی لفظ بے ادبی و گستاخی کا تو کجا جس لفظ میں گستاخی یا توہین کا کوئی پہلو یا اس سے کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ راہ اشارۃً یا کنایۃً نکلتی ہو وہ بھی کافر ہونے کو کافی ہے۔ پس جو بھی مسلمان کہلانے کے باوجود کسی ضروری دین اور عقیدہ ایمان کا منکر ہے‘ وہ یقیناً کافر ہے۔

اور سسر اور داماد تو اہانت اور گالی کیلئے رائج ہے جس کا اقرار فرق ثانی کے محدث کبیر بھی کر چکے ہیں‘ اور اپنے فتویٰ میں لکھ دیا کہ :

’’داماد و سسرا اہانت اور دشنام کیلئے بھی رائج ہے۔ ...... ملخصاً‘‘

اے عزیز! جان لے کہ محض تعدادی اکثریت و اقلیت ہی کو حق و باطل کا معیار بتانا بحکم شریعت مطہرہ قطعاً غلط و باطل ہے۔ جمہور اور سواد اعظم اور جماعت کا اتباع شرعاً واجب ہے‘ اس سے مسلمان کہلانے والوں کی محض اکثریت تعدادہی مراد لینا شرعاً غلط و باطل ہے۔ بلکہ صرف مفتی و مولوی کہلانے والوں کی اکثریت کو حق و باطل کا معیار قرار دینا شرعاً غلط صریح اور باطل قبیح ہے‘ آج نجدی اور وہابی مولویوں کی تعداد سنی مولویوں کی نسبت کس قدر زیادہ ہے‘ محتاج بیان نہیں۔ اور ان کی اکثریت ظاہر و باہر ہے‘ تو کیا مولویوں کی اکثریت کو حق و باطل کا معیار قرار

کفر کی تعظیم ہے چنانچہ مفتیان اور مولوی صاحبان سب کافر ہو گئے' کہ ان کے حال وقال سے خوب واقف ہیں۔

دوستی اور مؤدت

اگر ان مفتیوں اور مولویوں کو تراب الحق سے دلی محبت اور دوستی ہوتی تو حکمت عملی سے تجدید ایمان کراتے 26/جون 2001ء یا امروز کبھی کوئی بھلائی کا خیال نہ آیا' بالفرض بظاہر دوستی اور محبت کا دعویٰ ہے اگر حقیقۃً ایسا ہوتا تو کم از کم ایک مسلمان کی دستگیری فرماتے اور اس بلائے عظیم سے نجات کی راہ بتاتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مفتیوں اور مولویوں کو تراب الحق سے سخت عداوت اور کمال نفرت ہے کیونکہ یہ ایک معاملہ جس میں اس قدر دشواری بھی نہ تھی بآسانی اس کو حل کر سکتے تھے مگر ہنوز اس کی جانب توجہ بھی نہ کی کہ ایک اور بلائے عظیم اور حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں گستاخی واہانت پر جری وبیباک کر دیا اور وہ الفاظ کریہہ سسر اور داماد جو ایک شریف اور مہذب مسلمان اپنے لیے گوارا نہیں کرتا سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر چسپاں کر دیئے اور نسبت خسر و داماد کو بلا شبہ جائز لکھ دیا اور اس گستاخی پر مصر کر دیا۔

سونے پر سہاگہ

یہ کہ جب ان الفاظ مکروہہ کی کوئی دلیل شرعی نہ لا سکے تو حضرت صدر الشریعہ مولٰینا امجد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اوپر یہ بہتان جڑ دیا' پھر بھی جب کام نہ بنا تو ہندو پاک سے سات عدد فتوے منگوا کر فقیر کو بھیجے گئے' فقیر نے بحمدہ تعالیٰ ان سارے فتووں کا جواب لکھ دیا جس کو مسلمانوں نے قدر کی نگاہ سے دیکھا اور پسند کیا اور ان فتووں میں کسی نے کوئی دلیل وثبوت فراہم کرنا تو کجا ایک بلائے عظیم کو جنم دیا کہ ان مفتیوں اور مولویوں کے گروگھنٹال اور استاذ کل اور سردار اعظم المعروف محدث کبیر نے تو ظلم ہی ڈھا دیا اور صاف لکھ دیا۔

قہر قہار اور غضب جبار

ان معروف مفتیوں کے سرتاج المعروف محدث کبیر مبارکپوری نے صاف لکھ دیا کہ نسبت سسر و داماد بے کراہت جائز ہے اور پھر اس کی توضیح کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

''یہ الفاظ (سسر اور داماد) لغت وعرف میں بیان رشتہ کیلئے آتے ہیں' ہاں! اہانت ودشنام کیلئے بھی ان کا استعمال رائج ہے۔''

علامہ زمن فہامہ قرن

اس محدث کبیر کو زید کے نام سے کنایہ کیا گیا' اس کے بارے میں حضرت مولٰینا مفتی عبدالحکیم شرف قادری ارشاد فرماتے ہیں :

الجواب...... ''جو شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) گالی دے یا آپ کو عیب لگائے یا آپ کی ذات میں یا نسب میں یا دین میں یا آپ کی کسی صفت میں نقص ثابت کرے...... تو وہ شخص آپ کو گالی دینے والا ہے' اور گالی دینے والے کا حکم یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائیگا اس میں کسی صورت کا استثنا نہیں۔ (شفا شریف طبع ملتان ج۲ ص۱۸۹)

یہ تو گالی دینے والے کا حکم ہے اور زید پلید نے جو بات کہی ہے وہ تو اس سے بھی زیادہ سخت ہے' کیونکہ اس نے تو گالی

دینے کا پھاٹک کھول دیا ہے' ایسا شخص اگر مسلمان تھا تو دائرہ اسلام سے خارج اور اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب اور لعنت کا مستحق اور اس پر پاکستان کے قانون کی شق C/295 لاگو ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم ...... محمد عبدالحکیم شرف قادری جامعہ اسلامیہ لاہور ۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ۔''

ان مفتیوں اور مولویوں نے ایسے طلسمی جال میں تراب الحق کو جکڑ دیا جس سے ان کا نکلنا بظاہر دشوار ترین ہے' یہ عمل تو دیوبندیوں سے زیادہ بدتر ہیں' اللہ تعالیٰ ہی ایسے اسباب پیدا فرمائے' اور ان کو اس طلسمی جال سے نجات بخشے۔ آمین

ترابی اور کبیری گروہ کے مفتیوں کی علمی قابلیت اور ذہنی صلاحیت

مفتیان دارالعلوم امجدیہ بمعہ ناظم تعلیم فرماتے ہیں :

''لفظ خسر و داماد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کر کے استعمال کرنا بلاشبہ جائز ہے' البتہ استخفاف کی نیت یا مواقع پر استعمال کرنا کفر ہے۔''

معلوم ہوا کہ ان حضرات کے نزدیک یہ الفاظ کہنا بلاشبہ جائز ہیں البتہ استخفاف کی نیت سے استعمال کرنا کفر ہے۔

تراب الحق صاحب لکھتے ہیں

''امت کا اجماع ہے کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گستاخی کرے یا آپ کی ذات اقدس کو کسی قسم کا عیب لگائے' یا نقص تلاش کرے یا وہ عوارض بشری جو آپ کیلئے جائز تھے ان کی وجہ سے آپ کی تحقیر کرے یا آپ کی شان گھٹانے کی کوشش کرے وہ کافر اور واجب القتل ہے' اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے' ایسا ذو معنی لفظ کہنا بھی گستاخی اور توہین ہے جس کا ایک مفہوم گستاخی کا ہو خواہ وہ لفظ توہین کی نیت سے نہ کہا جائے ...... الخ۔''

(اسلامی عقائد: 22)

تراب الحق کہتے ہیں ایسا ذو معنی لفظ جس کا ایک مفہوم گستاخی کا ہو خواہ وہ لفظ توہین کی نیت سے نہ کہا جائے' وہ بھی گستاخی ہے اور جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے وہ کافر ہے' اور واجب القتل اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

فیصلہ کیجئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت سے داماد و خسر (معاذ اللہ) کہنا بلاشبہ جائز البتہ توہین کی نیت سے کہے گا تو کافر ہو جائیگا' اگر یہ حق ہے تو تراب الحق صاحب کہتے اگر توہین کی نیت نہ ہو وہ بھی گستاخی ہے اور جو گستاخ ہے وہ کافر۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر دارالعلوم امجدیہ والوں کا قول حق و صحیح ہے تو تراب الحق ایک مسلمان کو گستاخ رسول ٹھہرا کر خود کافر ہو گئے' اور تراب الحق کا قول درست ہے تو دارالعلوم امجدیہ والے بمعہ اپنے ہمنواؤں کے سارے کافر ہو گئے' اور تراب الحق صاحب کی دونوں جانب جلوہ گری ہے' دونوں جانب کا حکم ان پر

صادق آتا ہے اس کے سوا کوئی راہ نہیں۔

طرفہ تماشہ

تراب الحق صاحب فرمائیں کہ ذو معنی لفظ جس کا ایک مفہوم گستاخی کا ہو خواہ وہ لفظ توہین کی نیت سے نہ کہا جائے' وہ بھی گستاخی ہے' دارالعلوم امجدیہ کے مفتیوں کا عملہ کہتا ہے' کہ لفظ سسر و داماد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کر کے استعمال کرنا بلا شبہ جائز ہے' البتہ استخفاف کی نیت سے استعمال کرنا کفر ہے' معلوم یہ ہوا کہ یہ لفظ ذو معنی ہے اور اس میں ایک مفہوم کفر کا ہے۔ جس کو امجدیہ کے مفتی کفر مانتے ہیں' ان سب کا گرو المعروف محدث کبیر کہتا ہے کہ یہ لفظ سسر و داماد (معاذ اللہ) حضور کی نسبت سے استعمال کرنا بے کراہت جائز ہے' پھر اعتراف کرتا ہے کہ یہ لفظ سسر و داماد اہانت اور دشنام کیلئے بھی رائج ہیں' ذو معنی مان کر بھی علانیہ استعمال کا حکم دے کر بے کراہت جائز لکھ رہا ہے۔ اب یہ تین گروہ ہو گئے' ان میں کون سا گروہ مسلمان اور کون سا کافر؟ اگر دیکھا جائے اور اگر انصاف کی پوچھیے تو اسلامی عقائد صفحہ 22 کی عبارت صحیح اور درست ہے' اور دونوں گروہ گستاخ رسول اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کے بارے میں تراب الحق صاحب نے لکھا کہ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے وہ کافر اور واجب القتل ہے جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے' گویا اسلامی عقائد کے مذکورہ عقیدہ نے دونوں گروہ کے سر کاٹ کر رکھ دیئے۔

محدث کبیر مبارکپوری کا عَلَم اور تفقہ فی الدین

ان دونوں سوالوں کا حکم اصل جواب سے عیاں ہے کہ :

''حضرات سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی مدح اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کے قرب و رشتہ کے بیان کے طور پر انہیں داماد رسول کہنے میں نہ اہانت سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے نہ ایہام تحقیر اس لئے بطور تعارف و تعریف اس اضافت سے لفظ داماد کا اطلاق بے کراہت جائز ہے' اسی طرح ان حضرات کی تعریف و تعارف کے قصد سے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان حضرات کا خسر کہنا بھی جائز ہے۔''

توضیح کلام

لکھتے ہیں :

''لغت و عرف میں یہ الفاظ (داماد و سسر) بیان رشتہ کیلئے آتے ہیں' ہاں! اہانت و دشنام کیلئے بھی ان کا استعمال رائج ہے مگر اس استعمال کیلئے قرینہ ضروری ہے۔'' (فتویٰ محدث کبیر ممتاز الفقہا مبارکپوری: 3-2)

تفھیم کلام محدث کبیر ممتاز الفقھاء مبارکپوری

آپ فرماتے ہیں کہ ''حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مدح...... الخ۔''

حاصل کلام

یہ محدث کبیر خوب جانتا ہے کہ لفظ سسر اور داماد اہانت اور دشنام کیلئے رائج ہیں پھر بھی قصداً اہانۃً سرکار ابدقرار احمد مختار حبیب کردگار سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے بھی ان کا استعمال کرنا بے کراہت جائز لکھتا ہے۔

یہ صراحۃً اور قصداً توہین و گستاخی کرنا نہ ہوا' ہوا اور ضرور ہوا۔اس نے قلعہ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ڈھایا اور ممتاز الفقہاء بن گیا۔تشنہ نہ رہے' اور لیجئے اعلیٰحضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے

مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهِ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ إِلَّا قَلِيْلًا

''کچھ یہودی بات کو اس کی جگہ سے بدلتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سنئے آپ سنائے نہ جائیں اور راعنا کہتے ہیں' زبان پھیر کر اور دین پر طعنہ کرنے کو اور اگر وہ کہتے ہم نے سنا اور مانا اور سنئے اور ہمیں مہلت دیجئے' تو ان کے لئے بہتر اور بہت ٹھیک ہوتا لیکن ان کے کفر کے سبب اللہ نے ان پر لعنت کی' تو ایمان نہیں لاتے مگر کم۔''

کچھ یہودی جب دربار نبوت میں حاضر آتے۔اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ عرض کرنا چاہتے تو یوں کہتے سنئے آپ سنائے نہ جائیں' جس سے ظاہر تو دعا ہوتی یعنی حضور کو کوئی ناگوار بات نہ سنائے' اور دل میں بددعا کا ارادہ کرتے کہ سنائی نہ دے' اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرماتے' اور یہ بات سمجھ لینے کے لئے مہلت چاہتے تو راعنا کہتے جس کا ایک پہلوئے ظاہر یہ کہ ہماری رعایت فرمایئے اور مراد خفی رکھتے رعونت والا۔اور بعض کہتے ہیں زبان دبا کر راعیــــنا کہتے یعنی ہمارا چرواہا' جب پہلودار بات دین میں طعنہ ہوئی تو صریح صاف کتنا سخت طعنہ ہوگی' بلکہ انصاف کیجئے تو ان باتوں کا صریح بھی ان کلمات کی شناعت کو نہ پہنچتا' بہرا ہونے کی دعا یا رعونت یا بکریاں چرانے کی طرف نسبت کو ان الفاظ سے کیا نسبت۔'' (تمہید ایمان :25,26)

من الوجه الثاني

عزیزان ملت ! یہ محدث کبیر اور ممتاز الفقہاء مسٹر ضیاء المصطفیٰ مبارکپوری ہیں ملاحظہ کیجئے وہ فرماتے ہیں :

''حضرات سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی مدح اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کے قرب رشتہ کے بیان کے طور پر انہیں داماد رسول کہنے میں نہ اہانت سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے